٧٨٦

نورِ ہدایت (اردو ترجمہ)

نورِ وحدت (فارسی)

از

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
مخدوم زادہ محمد سلیم جمالی

نظرِ ثانی
مولانا اللہ بخش رضا

جمال اکیڈمی دربار حافظ محمد جمال ملتان

(الخطاط پرنٹنگ پریس شاہین مارکیٹ ملتان)

نام کتاب ــــــــ نورِ ہدایت

مترجم ــــــــ مخدوم زادہ محمد سلیم

نظرِ ثانی ــــــــ حضرت مولانا اللہ بخش

کتابت ــــــــ منظور انور سعیدی

زیرِ نگرانی ــــــــ جمال اکیڈمی

صفحات ــــــــ چالیس (۴۰)

قیمت ــــــــ ۴ روپے

انتساب

شیخ المشائخ حضرت خواجہ

نصیر الدّین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

کی روح پر فتوح کے نام

اور

اپنے عزیز دوست محترم المقام

جناب محمد وزیر خاں غلزئی ایم اے ایم ایڈ

مختصر حالاتِ زندگی

شیخ المشائخ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خاندان چشت
کے روشن چراغ ہیں۔ آپ حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین اولیا
محبوبِ الٰہی کے جانشین اور صاحب سجادہ ہیں۔ آپ مردِ میدان
دین ہیں اور فردِ میدانِ یقین ہیں۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ کا نظام انتہ
ناساعد حالات میں سنبھالا۔ اب دہلی علاؤ الدین خلجی کی دہلی نہ تھی جب
بقول ان کے خوش حالی اور فارغ البالی کا یہ عالم تھا کہ ہر فقیر کے پاس
ایک جھوڑ دو دولحاف ہوتے تھے اب یہ بدقسمت شہر ایک مطلق العن
بادشاہ کے بدلتے ہوئے افکار و تصورات کا بازیچہ بنا ہوا تھا۔ ایسے
بحرانی دور میں کل ہند روحانی نظام کو چلانے کے لئے بڑی فکر اور عملی
صلاحیتیں درکار تھیں حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی ایک
مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے اور ہمت و استقلال کے
ساتھ کام کرتے رہے۔ بادِ مخالف کے بہت سے تیز و تند جھونکے
آئے اور سلطان وقت محمد بن تغلق نے انہیں طرح طرح سے پریشان

بھی کیا لیکن انہوں نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ کے حکم سے سرمو انحراف نہیں کیا۔

خاندانی حالات

آپ کے جدّ امجد حضرت شیخ عبدالطیف یزدی خراسان کے رہنے والے تھے وہاں سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے تھے۔ ان کے صاحبزادے حضرت شیخ یحییٰ لاہور سے سکونت ترک کر کے اودھ میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کے قبلہ والد ماجد حضرت شیخ یحییٰ صوفی منش تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ نہایت ہی نیک سیرت خاتون تھیں ان کا زیادہ تر وقت عبادت میں گزرتا تھا۔ آپ اپنے وقت کی رابعہ تھیں۔ آپ کے قبلہ والد صاحب خوش حال تھے پشمینہ کا کاروبار کرتے تھے۔ آپ کا نسب نامہ پدری بیس واسطوں سے خلیفہ دوئم امیر المومنین سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت اودھ میں ہوئی۔ آپ کا اسمِ گرامی، نصیر الدین رکھا گیا۔ آپ کا خطاب محمود ہے۔ لقب آپ کا چراغ دہلوی ہے۔ اس لقب کی وجہ تسمیہ کچھ اس طرح ہے۔ کہ ایک دفعہ چند درویش بسلسلہ سیاحت دہلی تشریف لائے اور حضرت خواجہ سیّد نظام الدینؒ محبوب الٰہی سے بھی ملنے آئے۔ وہ درویش حضرت محبوب الٰہی کی خدمت

میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتفاق سے حضرت نصیر الدین محمود بھی حضرت
محبوب الٰہیؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت محبوب الٰہی نے
آپ کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ آپ نے عرض کیا کہ درویشوں کی طرف میری پیٹھ
ہو جائے گی۔ حضرت محبوبؒ الٰہی نے فرمایا کہ
"چراغ کی رو پشت نہیں ہوتی"۔
اپنے پیر و مرشد کے حکم کے موافق آپ بیٹھ گئے۔ آپ کی رو پشت
یکساں ہوئی۔ جیسے آپ آگے کی طرف دیکھتے تھے۔ اسی طرح آپ کی
رو پشت کی طرف بھی دیکھنے لگے۔ اُسی روز سے آپ چراغ دہلوی کے
لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں بہت کوشش کی گئی۔ پہلے پہل
آپ حضرت مولانا عبدالکریم شیروانی کے پاس علوم ظاہری کے لئے جاتے
رہے۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے حضرت مولانا افتخار الدین گیلانی
سے تحصیل علم حاصل کی۔ بیس سال کی عمر میں تمام علوم حاصل کر کے تعلیم کا
سلسلہ ختم کیا۔ پھر آپ ایک درویش کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ درویش
شہر سے دور ایک جنگل میں رہائش رکھتے تھے۔ انہیں دنیا سے کچھ غرض
نہ تھی۔ گھاس اور پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ یہاں آپ بھی مجاہدہ نفس
میں مشغول ہو گئے۔ تینتالیس سال کی عمر میں آپ دہلی تشریف لائے۔

ی پہنچ کر آپ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں حاضر
ئے۔ حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو بیعت سے سرفراز کیا۔ اور خرقۂ
فت عطا کیا۔ آپ پر حضرت محبوب الٰہی کی خاص نوازش اور مہربانی
ی حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو اپنا صاحبِ سجادہ اور جانشین بنایا
مام تبرکات جو آپ کو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر سے ملے تھے
ضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کے سپرد فرمائے اور نصیحت فرمائی کہ
ان تبرکات کو اسی طرح اپنے پاس رکھیں جس طرح انہوں نے اور خواجگان
ت نے بصد احترام رکھے تھے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے ایک مرید خواجہ محمد گازرونی،
ب مرتبہ حضرت محبوب الٰہی کے پاس آئے۔ آپ اس رات خانقاہ میں
ہے جب تہجد کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے وضو کرنے کی غرض سے
ی رضائی اتار کر ایک جگہ رکھی اور وضو کرنے چلے گئے جب وضو کر کے
پس آئے تو اس جگہ رضائی کو نہ پایا۔ آپ خانقاہ کے خادم خواجہ محمد کو
ت سست کہنے لگے۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی خانقاہ میں عبادت
مصروف تھے۔ آپ نے جب یہ گفتگو سنی۔ آپ اٹھے اور اپنی رضائی
اجہ محمد گازرونی کو دے کر قصہ ختم کیا۔ کسی نے یہ خبر حضرت محبوب الٰہی
و پہنچائی حضرت محبوب الٰہیؒ نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور اپنی خاص رضائی

عنایت فرمائی اور آپ کے لئے دعائے خیر فرمائی اور آپ کو دینی
نعمت سے سرفراز فرمایا۔

پیرو مرشد کی خدمت میں معروضہ

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے پاس کی خاطر حضرت امیر خسرو کے ذریعے بارگاہ حضرت محبوب الٰہی میں ایک درخواست پیش کی کہ شہر میں رہنے سے مشغولی میں فرق آتا ہے عبادت میں خلل واقع ہوتا ہے۔ لوگ ہر وقت آتے جاتے رہتے ہیں اگر حکم ہو تو پہاڑ پر سکونت اختیار کر لوں اور وہاں سکون و اطمینان سے عبادت میں مشغول رہوں گا۔ اس کے جواب میں حضرت محبوب الٰہی نے جواب دیا۔

"ان سے کہہ دو کہ شہر میں رہنا چاہیئے اور مخلوق کی جفا و قفا برداشت کرنا چاہیئے اور اس کے بدلے ان کے ساتھ بذل و ایثار عطا کرنی چاہیئے۔"

آپ نے سخت سے سخت مجاہدے کئے۔ ایک مرتبہ نفس نے کو پریشان کیا۔ آپ نے نفس کو مغلوب کرنے کے لئے اس قدر روزے رکھے کہ آپ بیمار ہو گئے۔ ایک دفعہ آپ نے دس روز تک کچھ نہ کھایا نے حضرت محبوب الٰہی کو اس بات کی اطلاع کر دی۔ حضرت محبوب الٰہی

دا اپنے پاس بُلایا جب آپ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت
ب الٰہیؒ نے اپنے خادم خاص خواجہ اقبال کو حکم دیا کہ ایک روٹی لائیں
قبال ایک روٹی پر بہت سا حلوہ رکھ کر لائے۔ حضرت محبوب الٰہی نے
حکم دیا کہ وہ سب کھائیں۔ آپ حیران ہوئے کہ یہ سب ایک مرتبہ
سے کھائیں گے۔ مگر پیرو مرشد کے حکم کو کیسے ٹالتے۔ سب کھالیا

پاک آپ کی ذات پسندیدہ اور اوصاف برگزیدہ تھے
آپ علم و عقل اور عشق میں یگانۂ روزگار تھے۔

وق کے جور و ستم پر صبر کرتے تھے۔ بُرائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے
پ اہلِ ارادت کے لئے نظیر تھے۔ راہِ سلوک میں بے نظیر تھے
ب مثالی پیر تھے۔ عین جوانی میں جو کہ کامرانی کا زمانہ کہا جاتا ہے
نے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔ آپ امیر سے بے پرواہ تھے۔ وزیر سے
ں نہ کرتے تھے۔ آپ اپنے پیرو مرشد کی پیروی میں ہمہ تن مشغول
آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔

و درگزر ایک روز کا واقعہ ہے کہ ایک قلندر آپ کی خانقاہ
میں آیا۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی حجرہ میں
بند رکھتے تھے۔ وہ قلندر حجرہ میں داخل ہوا کسی کو اس کے
ں داخل ہونے کا پتہ نہ چلا۔ اُس نے آپ کے جسمِ مُبارک پر اٹھارہ

زخم لگائے۔ آپ اس درجہ استغراق میں تھے کہ آپ کو کچھ پت
حجرہ کی نالی سے خون جب باہر بہہ نکلا تو لوگ حجرہ کے اندر داخل ہ
قلندر کو پکڑا۔ آپ نے قلندر کو سزا دینے سے منع فرمایا۔ آپ نے
کو ایک تیز رفتار گھوڑا اور ۵۰ اشرفیاں عنایت فرمائیں اور ا
فرمایا کہ جلد شہر سے باہر چلے جاؤ۔ تاکہ تمہیں لوگ تکلیف نہ پہنچائیں
قلندر نے ایسا ہی کیا۔

آپ کو شعر و سخن کا بہت شوق تھا حسب ذیل غزل آپ کے
کی آئینہ دار ہے ہے

بے کارم و باکارم چوں مد بحساب اندر — گویانم و خاموشم چوں خط بکتا
اے زاہد ظاہر بیں از قرب چہ می پرسی — او در من و من در وے چوں
دریا است پر از چشم لب تر نہ شود ہرگز — ایں طرفہ عجائب بیں تشنہ است
گہ شادم و گہ غمگیں از حال خودم غافل — می گریم و می خندم چوں طفل بخوا
در سینہ نصیر الدین جز عشق نمی گنجد — ایں طرفہ عجائب بیں دریا بحبا

حضرت کی تعلیمات

آپ نے فرمایا۔ اے درویش راہ
میں پیر اسے کہتے ہیں جسے مرید
پر تصرف حاصل ہو۔ اور ہر لحظہ اور ہر گھڑی مرید کی ظاہری اور باطنی مشکل
معلوم کر کے حل کر سکے۔ تاکہ اس کے آئینہ باطن کو صاف کر سک

مُرید کا فرض

صادق مرید اُسے کہتے ہیں جسے جو کچھ پیر حکم کرے بجا لائے اور جو کچھ اُسے دکھائے وہی دیکھے اور ہر وقت پیر کو حاظر و ناظر سمجھے جو کچھ اُس کے دل میں نیک یا بد خیالات گزریں، ان کا اظہار اپنے پیر سے کرے۔ اگر مُرید کے دل میں ذرّہ بھر خیال بھی پیر کے خلاف ہو تو وہ صادق مُرید نہیں کہلا سکتا۔

فقیری کا سرمایہ

آپ نے فرمایا کہ فقیری کا سرمایا مجاہدہ ہے وہ بھی، صدقِ دل سے نہ اس غرض سے کہ مخلوق اس کو عابد، زاہد، صاحب مجاہدہ جانیں بلکہ یہ مجاہدہ خاص اللہ کے واسطے ہو اور جب مجاہدہ باخلاص ہوگا تو ثمرِ فوائد ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے مقام مقصود تک پہنچا دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اصل کار محافظت نفس کی ہے مراقبہ میں صُوفی کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو نگاہ میں رکھے یعنی سانس روکے تا جمعیتِ باطن حاصل ہو۔ جب سانس لے گا تو باطن پریشان ہوگا اور خرابی پاوے گا۔

ارشاداتِ عالیہ

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے ارشاداتِ عالیہ برسوں پہلے جس قدر پرتاثیر اور نافع خلائق تھے آج بھی ان میں وہی جاذبیّت اور مقناطیسیت ہے ملاحظہ فرمائیے،

۱۔ لقمہ تجارت اچھا لقمہ ہے۔

۲:۔ جس قدر سالک کو معرفتِ خداوندی حاصل ہوتی ہے اُسی قدر تعلقات کم ہوتے جاتے ہیں۔

۳:۔ درویش کو چاہیئے کہ اگر اُس پر فاقہ گزرے تب بھی اپنی حاجت غیر سے نہ کہے۔

۴:۔ طلب دنیا میں اگر نیت خیر کی ہو تو وہ فی الحقیقت طلب آخرت ہے

۵:۔ سماع دردمندوں کے لئے بمنزلہ علاج ہے جس طرح ظاہری درد کے لئے علاج ہوتا ہے اسی طرح باطنی درد کے لئے سماع کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔

اوراد و وظائف حق تعالیٰ کی محبت کے واسطے آپ نے فرمایا کہ عصر کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورۂ عم پڑھنا مفید ہے

آنکھ کی روشنی کے واسطے آپ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد سورۂ فاتحہ کے بعد انّا اعطینا تین مرتبہ پڑھنا چاہیئے اور پھر سجدہ میں یہ پڑھے۔ مستغنی بسمعی وبصری وجعلہا الوارث

کرامات ایک دن عزیزالدین آپ کی خدمت میں حاضر تھے حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلویؒ نے ایک کاغذ پر کچھ لکھا اور وہ کاغذ عزیزالدین کو دے کر فرمایا کہ اس کو حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے روضۂ مبارک پر پیش کر دینا، عزیزالدین نے اس کو پڑھنا چاہا لیکن،

پڑھا نہیں۔ انہوں نے سوچا کہ پہلے حکم کے موافق کاغذ روضۂ مبارک میں پیش کر دیں۔ پھر پڑھیں۔ روضۂ مبارک میں کاغذ پیش کرنے کے بعد جو انہوں نے نگاہ ڈالی تو کاغذ بالکل صاف تھا۔

ایک دفعہ سلطان محمد بن تغلق ٹھٹھ روانہ ہوا۔ دہلی کے مشائخین و بزرگان کو اپنے ہمراہ لیا۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کو بھی ساتھ لینا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ

"سلطان کو اس سفر میں میرا ساتھ لینا مبارک نہیں ہے کیونکہ وہ صحیح سلامت واپس نہ آئے گا" چنانچہ ایسا ہی ہوا سلطان محمد بن تغلق کا انتقال ہوا اور آپ کی دعا سے فیروز شاہ بادشاہ ہوا۔

آخیر عمر میں حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے جسم اطہر سے ویسی ہی خوشبو آنے لگی تھی جیسی کہ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاؒ محبوب الٰہی کے جسم مبارک سے آتی تھی۔

آپ کی وصیت

آخیری ایام نے شیخ زین الدین اور حضرت شیخ کمال الدین جو کہ آپ کے بھانجے تھے کو وصیت فرمائی کہ ان کے وصال کے بعد ان کے شیخ کا خرقہ ان کے مزار میں ان کے سینہ پر اور کاسہ چوبیں ان کے سرہانے اور تسبیح ان کی انگلی میں اور عصا اور نعلین ان کے برابر رکھ دینا۔

وفات شریف اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے ۳۲ سال بعد آپ نے ۱۸ رمضان المبارک ۵۷ھ کو رحلت فرمائی جس حجرے میں آپ رہتے تھے اُسی میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا مزار مبارک زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

عرس مبارک آپ کا عرس مُبارک ۱۶ تا ۱۸ رمضان المبارک بڑے اعلیٰ پیمانے پر منایا جاتا ہے جس میں برصغیر پاک و ہند سے ہزاروں عقیدت مند شریک ہوکر اس کعبہ مقصود سے اپنے مقاصد کو پہنچتے ہیں۔

خلفا آپ کے بے شمار خلفا تھے چند خلفا کے اسم گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت خواجہ بندہ نواز سیّد محمد گیسو دراز۔ شیخ کمال الدین۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ شیخ معین الدین خورد۔ مولانا علاؤالدین سندیلوی۔ مولانا احمد تھانیسری۔ حضرت سیّد محمد جعفر۔ شیخ صدرالدین طبیب دولہا۔ شیخ محمد متوکل۔ قاضی محمد شادی۔ قاضی رکن الدین۔ قابل ذکر ہیں۔

تحریر:۔ مخدوم حاجی شاہ محمّد
نائب صدر:۔ جمال اکیڈمی

رب یسّر و تمم بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ
و آلہٖ و اصحابہٖ

یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور وحدت کا جمال ، بہت سے آئینوں سے ہر حال میں نظر میں ہے۔

1 اے سردار! یہ ایسا رسالہ ہے جو تیری حقیقت کو تجھے بتاتا ہے۔ اگر تو اسے ہمت کی نظر سے مطالعہ فرمائے۔ یوں سمجھتا ہوں کہ تیری صورت کس سے ہے۔ اور موہوم کے بعد درمیان سے پیدا ہوتی ہے۔

2 اے سردار! کوئی اسے دُور بتاتا ہے اس کی ایک وجہ ہے اور کوئی اسے قریب بیان کرتا ہے۔ اس کی بھی ایک وجہ ہے۔ تیری حقیقت کے بارے میں یہ رسالہ تجھے بتاتا ہے اور وحدت کے بارے میں مطلع کرتا ہے کہ جہاں نہ بُعد ہے اور نہ ہی قرب۔ اور جب وحدت کا سُورج طلوع فرماتا ہے بُعد اور قرب عین وحدت بن جاتے ہیں۔

3 اے سردار! ہر گروہ دوسرے گروہ سے جھگڑتا اور بحث و مباحثہ کرتا ہے۔ مگر اہلِ وحدت کہ یہ لوگ ہمیشہ ایک ہی ہیں۔ اگرچہ کوئی دوسرا اُن سے متفق نہیں۔

اے سردار! اہل وحدت کا مختلف (متضاد نظریہ) مختلف مشرب
گر خاص نظریہ جو کہ اس میں روحانی مٹھاس اور مذہبی لطافت شامل
ہے، وہ وجدانی نظریات رکھتے ہیں اور ان کا اس نظریہ کے سوا ایک
ص طریقہ اور ایک مخصوص نظریہ بھی ہے چنانچہ گفتگو میں آتا ہے
ر کہا جاتا ہے کہ متکلم یوں کہتا ہے۔ حکیم اس طرح بتاتا ہے اور صوفی اس
رح بیان کرتا ہے۔ وحدت کی باطن کثرت ہے اور کثرت ظاہر ہے۔
حدت اور حقیقت دونوں ایک ہی ہیں۔

اے سردار! موجود ایک ہی ہے جو موہوم کثرت کی صورت میں
کھائی دیتا ہے۔

اے سردار! تجھے وحدت سے کثرت کی طرف لائے ہیں اور
گانگت سے دوئی کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے۔ اس حکمت کی بناء پر
سے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور اس کے خاص بھی اس کی عطا سے جانتے
یں۔ تجھے اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ وحدت سابقہ سے متعلق کوئی خبر نہیں
تھا اور اس حال کا تجھ پر کوئی اثر ظاہر نہیں ہے بلکہ تمام عالم کو اللہ تعالیٰ
نے وحدت کی خبر کے ساتھ کثرت میں لا کر اس کے بعد چند مخصوص بندوں
و بے واسطہ اپنا عارف بنا کر کثرت سے وحدت میں لے آیا اور راہ وصل
سے کثرت میں وحدت کی تعلیم فرما کر کثرت کی طرف بھیجا جیسے کہ یہ کثرت میں

وحدت دیکھتے ہیں اور ان کو فرمایا کہ دوسروں کو اس طریقے کی تعلیم دیں انہیں واضح حکم دے کر فرمایا کہ وہ اس طریقے کا اعلان کریں کہ جو بھی اس راہ پر عمل پیرا ہوتا ہے اور اس جماعت کی پیروی کرتا ہے جو کثرت سے وحدت میں پیوست ہوا اور دُوئی سے یگانگت میں پہنچا وہ جماعت بزرگوار انبیاءؑ و رسل علیہم السلام کی جماعت ہے اور وہ شریعت و طریقت کے وصل کا راستہ ہے۔

اے سردار! شریعت کچھ افعال اور کچھ ترکیب سے عبارت ہے ان کو فقہ کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے اور طریقت تہذیبِ اخلاق سے عبارت ہے یعنی اوصافِ ذمیمہ کو اوصافِ حمیدہ میں تبدیل کرنا ہے کہ ان کو وطن میں سفر کرنا کہتے ہیں۔ اور اسے سلوک سے بھی تعبیر کرتے ہیں اور وہ مشائخ کی کتابوں میں خصوصاً امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں تفصیل سے مذکور ہے اور بعض آداب و اشغال کہ جن کو مشائخ نے وضع کیا ہے وہ بھی طریقت میں داخل ہیں۔

اے سردار! شرعی احکام جو وہ اثنیت پر مبنی ہیں۔ ان کی خاصیت وحدت میں قریب ہونا ہے۔ اور ان کے بھید کو خدا جانتا ہے اور خاصانِ خدا بھی ان کو جانتے ہیں اعمال کے حاصل ہونے ہیں کہ وہ کثرت سے ملے ہوتے ہیں وحدت کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ کثرت عین وحدت ہے۔

پس اے سردار! نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور اِس جیسے اعمال وحدت کے ساتھ ملانے والے ہیں۔ ان کے ملنے کی خاصیت سے وحدت میں ایک وقت ہے کہ جس میں خاص کر اس کے لئے ادا ہوتے ہیں۔ چنانچہ شرط کی گئی ہے کہ معنی لہٗ کو جو تمام لوگوں کی نیتوں میں نہیں سماتا اور ہر آدمی کو کون سے معنی دل میں آتے ہیں لیکن جو کچھ طالب وحدت کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ میں نیت کرتا ہوں کہ میں نماز ادا کرتا ہوں یا روزہ رکھتا ہوں مثلاً اپنی حقیقت کے لئے اور اس کے وجود کے لئے یعنی وہ یہ پاتا ہے کہ میں نے اس کو گم کیا ہے اور چاہتا ہے کہ وحدت کو اِس عبادت کے وسیلے سے جو کہ عین اللہ ہے۔ ظاہر ہو جائے۔

اے سردار! عابد وہ راز ہے اور معبود وہ ہے۔ عابد ہے مرتبہ تقیدّ میں اور معبود ہے مرتبۂ اطلاق میں اور مراتب تمیز امور عقلیہ کے مراتب سے ہے۔ اور تحقیق کے نزدیک موجود نہیں ہے مگر ایک حقیقت جو صرف ہستی ہے۔

پس اے سردار! جب تو اچھی طرح دیکھے تو اخلاق ذمیمہ کا دفع کرنا طریقت میں واجب ہے۔ سب کچھ روشن و ظاہر ہے۔ یگانگت اور دُوئی سے اور اخلاقِ حمیدہ کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ سب کچھ خبر دینے والا اور سکھانے والا ہے یگانگت کی معرفت کا۔ پس طالب وحدت کو شریعت و طریقت

کے بغیر چارہ نہیں ۔ اگر ایصال لۂ کا راز اسے پہلے معلوم نہ ہوگا اور دوسری بات یہ کہ اگر مناسب شرط کے ساتھ تامل نہ کرے ۔ غالباً اسے سمجھنے کیلئے اس کے بارے میں ہم نے اشعار بیان کئے ۔

اے سردار ! یہ تمام اشغال، اور اذکار مراقبات اور توجہات اور سلوک کے طریقوں کے متعلق کہ جن کو مشائخ نے وضع فرمایا ہے ۔ یہ تمام موہوم اثنیت کو رفع کرنے کے لئے ہیں ۔

پس جان لے کہ وحدت درمیان فرق حق ہے ۔ اور کثرت جو کہ خلق ہے ۔ سوائے وہم اور خیال کے نہیں ہے ۔ حقیقت میں وحدت ہے جو کہ کثرت کی صورت میں دکھائی دیتی ہے اور ایک ہی ہے جو زیادہ نظر میں آتا ہے ۔ چنانچہ ایسے حالات کہ ایک کو دو دکھلاتے ہیں ۔ یوں ہے کہ جیسے نقطہ دائرہ کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے کہ جیسے کہ برسنے والی بارش کے قطرے ایک لکیر کی طرح نظر آتے ہیں ۔

اے سردار ! ایک بلند مرتبہ عارف نے فرمایا ہے کہ "درویشی خیالات کی درستی ہے ۔" حق یہ ہے کہ انہوں نے بہت خوب فرمایا ہے ۔

اے سردار ! جب حجاب سوائے خیال کے نہیں ہے تو خیال دُور کرنا چاہیئے ۔ اور رات، دن وحدت کے خیال میں گزارنا چاہیئے ۔

اے سردار ! اگر بزرگی چاہتا ہے تو واحد ہو جا، اور واحد رہ، اور

واحد ہونا یہ ہے کہ دُوئی کا خیال تک نہ رہے اور واحد رہنا یہ ہے کہ ہمیشہ
وحدت پر قائم رہ۔ قلبی پریشانی اور غم واندوہ بھی دُوئی کی وجہ سے ہے
جب دُوئی نظر سے دُور ہو جاتی ہے تو آرام وسکون حاصل ہوتا ہے۔
جب تو چاہتا ہے کہ کسی غم میں مبتلا نہ ہو جاؤں اور دونوں جہانوں میں
آسودگی اور آرام مل جائے تو آسودگی ہے کہاں وہ تو عدم میں ہے۔
اے سردار! جب تو، توحید کی حقیقت میں پہنچے گا تو وحدت،
تیری صفت بن جائے گی اور تو جانتا ہے کہ تیرا تعلق حق میں "سلوک"
کے بعد کچھ زیادہ ہوا ہے۔؟ بلکہ وہی نسبت ہے جو سلوک سے پہلے رہا ہے
بلکہ تیری نسبت وجود سے پہلے اور وجود کے بعد بھی وہی ایک ہی ہے۔
وہ تجھے لایا اور تجھ میں اُس پیدا کیا اور تو یقین تک پہنچ گیا کیونکہ کسی قسم
کے آلہ سے آگ اور پانی زائل نہیں ہوتے اور ازل سے ابد تک حق موجود
ہے۔ پس ہرگز دوسرا موجود ہی نہ ہوا اور باطل خیال کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔
(مثلاً) زید کو ایسی بیماری لاحق ہوئی کہ اپنے آپ کو عمرو سمجھ لیا اور لوگوں سے
زید کے اوصاف سُن کر زید کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا جب اچھے علاج
سے اس کی بیماری دُور ہوئی۔ تو عمرو کہیں نہیں تھا بلکہ وہی زید تھا اور بہت
سے سیمرغوں نے سیمرغ کے پاس جانے کا ارادہ کیا جب ا... کی جگہ پر
پہنچے تو سیمرغ ہی کو دیکھا۔ حق سبحانہ، وتعالیٰ اپنے آپ کو کئی اوصاف سے

پہچانتا ہے اور یہ اوصاف چیزوں کی حقیقتیں ہیں۔ اس کے بعد اپنے آپ کو اس ذات نے ان صفتوں کے ساتھ ظاہر فرمایا۔ یہ عالم ہے یہاں غیر کہاں ہے اور غیر کب موجود ہوا؟

اے سردار! جب کام کی حقیقت کو تو نے اس طرح جان لیا تو تجھے معلوم ہوا کہ قرب و بعد اور فاصلہ بھی خیال سے ہے۔ دوری تھی کہاں جو نزدیکی حاصل ہوئی؟ کون جدائی رکھتا تھا کہ قرب حاصل کرے۔ اگر دنیا میں ہزار سال غور و فکر کرے گا تو سوائے حقیقت مطلقہ کے جو کہ عین وحدت ہے اس کے سوا کچھ نہیں پائے گا۔ کوئی ذاتی کوئی صفاتی اور کوئی حیثیتی اور جہتی، کیا خارجی کیا ذہنی کیا دہی اور کچھ نہیں ملے گا۔ کہ اس کا غیر ہو سب کچھ وہی ہے۔ اور وہ سب کچھ ہے۔

اے سردار! جو کچھ سمجھ میں آتا ہے بھی وہی ہے اور جو کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو بھی وہی ہے۔ اور وہ جسے وجود کہتے ہیں اسی کا ظہور ہے اور جسے عدم کہتے ہیں اسی کا بطون (غیبت) ہے۔ اوّل وہ ہے۔ آخر وہ ہے ظاہر وہ ہے باطن وہ ہے مطلق وہ ہے مقید وہ ہے۔ کلی وہ ہے۔ جزی وہ ہے۔ منزہ وہ ہے مشبہ وہ ہے۔

اے سردار! باوجود اس کے کہ سب کچھ وہ ہے سب سے پاک ہے۔ یہ اطلاق اس کی دوسری نسبت ہے۔ اس اطلاق کے بغیر کہ وہ

عین سب کچھ وہی ہے اس اطلاق میں کوئی عقل کوئی کشف اور کوئی
نہیں پہنچا۔ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ اسی جگہ سے
اس سے متعلق ہے۔

اے سردار! شہود، ظہور کے مراتب میں ہے اور کبھی مراتب
باہر ہوتا ہے اور یہ شہود برق خاطف کی مانند ہے (تیز بجلی کی طرح ہے) ا
اس کا دوام مستحیل ہے اور اس کا حصول اور اس کا عدم دوام انسانی
جامعیت کا مقتضا ہے جو کہ مظہر اتم ہے۔

اے سردار! عارف کا اس سے بلند اور کوئی مقام نہیں ہے او
اس مقام میں فنائے کلی اور اس کا عدم محض ہے اور اقسام کلیہ فنا سے
اے سردار! اس مقام کے معارف اہتمام سے تحریر کیئے گئے جو کہ
سالک کے لئے ضروری ہیں۔ تمام فکر وحدت کے لئے ہے جو کہ میں نے لکھا
ہے۔ چاہیئے کہ رات، دن اس میں کوشاں رہے کیونکہ موہوم کی کثرت غیر
کے طرز پر دکھائی دیتا ہے تاکہ یہ نظر سے ساقط ہو کر وحدت کا آئینہ بن جائے
اور سالک سوائے ایک کے نہ دیکھے اور سوائے ایک کے نہ جانے اور
سوائے ایک کے نہ پکارے۔

اے سردار! ذکر کا طریقہ یہ ہے۔
لَا اِلٰـہَ یعنی یہ چیزیں جو ظاہر ہیں۔ نہیں ہیں۔ اِس معنی سے

ر ذات وحدت میں گم اور مستہلک ہیں۔ اِلّا اللہ ہیں۔ یعنی وحدت ذات ان چیزوں کی صورت میں ظاہر ہے اور نظروں میں آشکار۔ پس اشیاء اس میں پوشیدہ ہیں اور وہ اشیاء میں ظاہر ہے۔ پس وہ اشیاء کے ظاہر میں بھی ہوگا اور اشیاء کے باطن میں بھی۔ سوائے اس کے ظاہر اور باطن کوئی دوسری چیز نہیں ہے بلکہ اشیاء۔ اشیاء نہیں رہیں گے بلکہ حق ہی ہوگا۔ اور اشیاء کا نام ایک اعتبار سے ہوتا ہے وگرنہ وہ بھی عین حق ہے۔

اے سردار! مراقبہ کا طریقہ کلمات سابقہ کی وجہ سے مختلف وجوہ سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مراقبہ وحدت کے راز کو دیکھنے سے عبادت ہے جس طرح بھی کیا جا سکے۔ اگر الفاظ اور خیالات ان کا واسطہ ہو یا تخیل اور تعقل ان کی حقیقت ہو اسے ذکر کہتے ہیں الفاظ جس طرح کے ہوں چاہیے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہو یا صرف اللہ اور اگر خیالات کے ساتھ یہ حقیقت ظاہر کرے تو یہ مراقبہ اور توجہ ہوگا۔ اس کے وجوہ بہت سے ہوتے ہیں۔ بزرگوں کی کتابوں سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ وحدت کے معنی دل میں قرار پائیں۔ لفظ "اللہ" کا ذکر ایسا ہے کہ حقیقت قلب سے تصور کے ذریعے سے دل کا لوتھڑا متوجہ ہو کر اس حیثیت سے کہ حقیقت قلبیہ مظہر حق ہے۔ لفظ" اللہ کا تصور کریں اور اس پہ اطلاق کریں۔

اے سردار! اگر اپنے آپ میں متوجہ جائیں تو اس توجہ کو جلد کرلے تاکہ کام آسانی سے طے پا ئے۔

اے سردار! تیرا جسم تیری روح کی صورت و مظہر ہے اور اس کا غیر نہیں اور تیری روح حق کی مظہر و صورت ہے اور اس کا غیر نہیں ہے۔ اور یہ دونوں جسمی اور روحی صورتیں موہوم ہیں جب لفظ "اللہ" خیال میں لائے گا، اور اس حقیقت سے کہ جس سے یہ دونوں موہوم صورتیں ظاہر ہیں۔ اس پر متوجہ ہو جائے اور جان جائے کہ میں وہی ہوں۔ امید ہے کہ شہود وحدت، کثرت میں حاصل ہوگا۔ اور جو کچھ تجھے نظر آئے اسے دیکھ کہ کیسی صورت رکھتی ہے اس کی صورت اس کی ملک ناسوت ہے۔ اس کی روح اس کی ملکوت ہے اور اس کی حقیقت اس کی جبروت ہے اور اس کی لاہوت جو کہ حق کی ذات وصفات سے عبارت ہے۔ یعنی اس کی خاص وجہ یہ ہوگی کہ عین حقیقت مطلقہ ہے۔

اے سردار! جبروت صفات ہے اور لاہوت ذات وصفات غیر ذات کی نہیں ہے۔ ہاں! کشف و شہود کے اعتبار سے مغائرت نظر آتی ہے۔ اور وہ تجلیات ذاتیہ وصفاتیہ کے حصول کا مقام ہے لیکن ہم نے یہاں غلبت کی وجہ سے ذات وصفات کو ایک مرتبہ میں اعتبار کیا ہے۔

اے سردار! عالم حق ہے کہ ذات کی تجلّی سے الف کا اشارہ اس کے شہود و نمود کی طرف ہے اور علم عین ذات ہے۔

اے سردار! حقیقت مطلقہ کی ظہورات بے انتہا ہے لیکن اس کے ظہور کے کلیات پانچ ہیں۔

اول:۔ علم اجمالی کا ظہور ہے۔

دوم:۔ علم تفصیلی کا ظہور ہے۔

سوم:۔ صور روحانیہ کا ظہور ہے۔

چہارم:۔ صور مثالیہ کا ظہور ہے۔

پنجم:۔ صور جسمانیہ کا ظہور ہے۔

رباعی

واجب چوں تنزل کند از حضرت ذات لہ
پنج است تنزلات اورا درجات لہ
غیب است وشہادۃ وسطر وح و مثال لہ
والخامس جمیعۃ تلک الحضرات لہ

اور اگر ظہور انسانی کو الگ کر لو تو ظہورات کے کلیہ چھ ہوتے ہیں اور ان ظہورات کو تنزلات خمسہ کہتے۔

اے سردار! انسان تمام ظہورات کی جامع ہے۔ اور اس جامعیّت

کے بہت سے وجوہ بیان کئے جا سکتے ہیں۔

اے سردار! چاہیئے کہ تو یہ جان لے کہ حقیقت انسانی تمام مراتب میں مناسب صورت سے وہ مرتبۂ ظہور رکھتا ہے کہ تمام حقائق اس صور کی حقیقت ہے۔ اور یہ حقیقت مرتبۂ اوّلیت سے ہے۔ تمام حقائق سے اگرچہ ظہور میں سب سے آخر میں واقع ہوا ہے۔

اے سردار! وہ جو تیرے لئے ضروری ہے۔ دراصل معنیٔ وحدت ہے اور تجھے ہمیشہ اس میں مراقب ہونا ہے۔ اس معارف کی تفصیل تک پہنچنے کے لئے اولاً کچھ درکار نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے وحدت کے معنی دل میں بیٹھ جاتے ہیں۔ تو غیر کا خیال دور ہو جاتا ہے۔ اور تجھے ایسی صفائی حاصل ہو جاتی ہے کہ تمام علوم وحقائق تجھ پر کھلتے چلے جاتے ہیں اور اس کا کوئی شائبہ نہیں رہتا کہ کثرت نظر سے دور نہ ہو جائے اور غیر کا خیال باقی رہے۔ علوم صحیحہ مشکل ہے کہ حاصل ہو۔

اے سردار! چند روز تجھے اپنے اوپر خود ریاضت کرنی چاہیئے اور انفاس کو اس فکر میں مصروف رکھنا چاہیئے تاکہ باطل درمیان سے نکل جائے۔ اٹھ اور حق تعالیٰ کے خیال میں محو ہو جا۔

اے سردار! جب تک یہ خیال تجھ میں قرار نہیں پکڑتا تیرا ظاہر و باطن سکون واطمینان کے کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جب یہ خیال

تجھ میں قرار پائے تو دُوئی کا فرق تجھ سے دُور ہو گیا اور کوئی چیز تیری راہ
میں حائل نہیں ہو سکتی۔

اے سردار! حق کی نسبت عالم کے ساتھ یوں ہوتا ہے جیسے پانی
کا برف سے بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب تر ہے یا یوں جاننا چاہیئے
کہ جیسے سونے کا تعلق زیور سے ہے کہ جس سے اسے تیار کرتے ہیں۔
یا تانبے کی نسبت برتن سے کہ جس سے برتن بنایا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک
ہی ہے۔

اے سردار! عالم اور حق کے درمیان رابطہ کلمہ "مِن" ہے کیونکہ
عالم اسی سے ہے۔ اور ساتھ ہی وہم کلمہ "اِلیٰ" کیونکہ عالم اس کی طرف
راجع ہے۔ اور یہ رجوع ازل سے ہے اور ابد تک بھی۔ جملہ مخلوقات زمان
کے ساتھ ہر آن عالم حقیقت کے ساتھ رواں ہے۔ اور جو کچھ حقیقت سے
باہر آتا ہے۔ چونکہ دریائے وہم کی موج کلمہ "فیئے" ہے کیونکہ عالم حق میں ہے
اور حق عالم میں ہے اس وجہ سے کہ وہ مظہر ہے۔ اور یہ مظہر کلمہ
"مع" سے کیا ذاتی معیت، صفاتی معیت اور کیا فعلی معیت بلاشبہ
خوب واضح ہے۔ اور کلمہ "ہو" کہ عالم عین حق ہے اور حق عین عالم اور
کلمہ "لَیْسَ" کی بنا پر ہو تو عالم عالم ہے اور حق، حق ہے۔ نہ عالم حق ہے
اور نہ حق عالم ہے۔

اے سردار! حق ہر لحاظ سے تمام روابط سے پاک ہے اور حق اور عالم کے مابین رابطہ نہیں ہے۔ اس اعتبار کو لاتعین کہتے ہیں۔

اے سردار! جس کسی نے حق کو اس وجہ سے پہچانا ہے تو حق کو ممکن وجہ سے پہچانا ہوتا ہے۔

اے سردار! پہلے سالک کو ظاہر اسم سے متوجّہ ہونا چاہیئے اور پورے یقین سے جاننا چاہیئے کہ وہ ہر صورت و معانی سے ظاہر ہے۔ اور کوئی صورت و معانی ایسی نہیں جو اس کا غیر ہو۔ اس حقیقت کو میں نے تکرار سے تحریر کیا ہے تاکید کی رو سے کہ مقصود یہی ہے۔ فکر وحدت اپنے لئے لازم سمجھنا چاہیئے اور اپنے آپ کو اس خیال میں گم کرنا چاہیئے جب اِس خیال میں استغراق حاصل ہو جاتا ہے۔ تو اسم کے باطن سے بھی بہرہ ور ہو جائے گا۔

اے سردار! اگر سالہا عبادات وطاعات اور اذکار و اشغال میں مصروف رہا۔ اور وحدت سے غافل رہا۔ تو وصل سے محروم ہے۔ اگرچہ عجیب وغریب حالات وکیفیات ہی ظاہر کیوں نہ ہوں اور انوار و تجلیات ہی جلوہ فگن کیوں نہ ہو جائیں۔

اے سردار! وہ حال کہ جسے تو وصل گمان کرتا ہے اور اس حال کا ثمرہ وحدتِ علم نہیں ہوتا حقیقت میں یہ وصل نہیں ہے بلکہ جو کچھ ظاہر ہوا وہ

مراتب ظہور میں سے صرف ایک مرتبہ ہے نہ کہ مقصودِ حقیقی جو مطلق ہے
اور سب میں ظاہر ہے اور سب میں عین ہے جب کوئی چیز پیدا ہو جائے
کیونکہ ان وجوہات میں کوئی وجہ ہوگی کہ اشیاء سے غیریت رکھتی ہے اور
وہ منزل یا مقصود نہیں ہے۔

اے سردار! جب بھی حقیقت میں معاملہ اس نوعیت کا بن جائے
پہلے پہل تجھے مراقبہ ضروری ہے کہ اس سے فاصلہ نہیں رہتا ہے۔

اے سردار! تفرقہ اور جُدائی زمانے سے ہے کہ سب کو تو ایک سا
نہیں دیکھتا اور نہیں جانتا جب تو سب کو ایک دیکھے اور ایک جانے
گا تو تفرقہ اور دوئی سے چھٹکارہ پائے گا اور تجھے برملا وصل حاصل ہو گا۔

اے سردار! جب سب کو تو ایک دیکھے گا تو سب نہ رہے گا۔
بلکہ ایک ہی موجود ہے۔

پس اے سردار! تیرے درمیان مقصود کوئی راستہ نہیں ہے
جو راستہ ہے وہ یہی ہے کہ تو اسے اپنے سے جُدا اور اپنے غیر سے جان
لے جب تو نے یہ جان لیا کہ تو نے نہیں ہے وہ ہے تو راہ بھی نہ رہا اور
جمعیّت، نفس کی معرفت، حق کی معرفت، فنا اور وصل اور کمالِ قرب
حاصل ہوا اور کام تمام ہوا۔

اے سردار! جب تو اس مقام پر پہنچے گا تو خود کو نہیں دیکھے گا

اور اسے دیکھے گا اور مطمئن ہو جائے گا۔ اور دنیا و آخرت تیرے لئے، یکساں ہوں گے۔ فنا و بقاء، وجود و عدم، کفر و اسلام، موت و حیات اور طاعت و معصیت سب پیچھے رہ جائیں گے۔ زمان و مکان کی وسعت آنکھ میں سمائے گی۔

اے سردار! جان لے کہ تمام چیزیں تجھ میں ہیں کوئی چیز تجھ سے باہر کوئی وجود نہیں رکھتی۔ جب تو نے خود کو ہر چیز سے خالی کیا کچھ نہ رہا۔

اے سردار! تیرا وجود بجز حق کے نہیں اور ساری چیزیں تجھ میں موجود ہیں۔ جب تو خود کو حق میں لے گیا اور خود کو اس دریائے ناپیدا کنار میں ڈال لیا یعنی اس صفت سے آگاہ ہوا ساری چیزیں تیرے ساتھ اس دریا میں گم ہو گئیں۔

اے سردار! اگر اس میں اچھی طرح دیکھے تو جان لے گا کہ" انا" نہیں ہے جو تجھ میں ابھرتا ہے تجھ سے نہیں ہے اور تو یہ جسم و روح نہیں ہے اور تمام عالم میں" انا" ایک کھیل ہے جو کہ" انا" ہے ہی نہیں اور وہ ہر جگہ جلوہ گر ہے۔

اے سردار! وصل کی علامت حقیقت مطلقہ میں یہ ہے کہ" انا" نہیں ہے۔ کہ جو تجھ میں ابھرتا ہے ہر چیز پر اطلاق پاتا ہے۔ بے تکلف اور تمام چیزوں میں" انا" کا اطلاق کیا جا سکتا ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ حجاب

سوائے انانیت کے تعین و اظہار نہیں ہوتا۔

اے سردار! ایک ہی ذات ہے جو کہ تمام عالم اس کی صفت ہے، اور اس سے قائم ہے۔ اور وہ ذات اپنی صفتوں سے آشکار و ظاہر ہے

اے سردار! وہی ذات ہے تو ذاتیں بنیں اور وہی ذات ہے کہ پہلے اپنا علم ہوا اور دوسری مرتبہ دنیا کے علوم کی صورت بن گئی، وہی ذات ہے جو صاحب قدرت ہے۔ اور قدرتیں ہیں۔ وہی ذات ہے جو صاحب ارادت ہے اور سب ارادتیں ہیں اور وہی ذات ہے جو سمیع ہے اور تمام سماعتیں ہیں وہی ذات ہے جو بصر ہے اور بصارتیں ہیں۔ وہ حیات ہے اور اسی سے تمام زندگیاں ہیں وہ فعل ہے اور تمام افعال اسی سے ہیں وہ کلام ہے تو تمام کلام اسی سے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس وہی ذات خود ہے اور سب کچھ اسی سے ہے۔

اے سردار! کچھ دنیا میں ظاہر ہوا وہ ذات میں چھپے ہوئے تھے۔ جو پوشیدہ تھا ذات میں اس کی صورت کو اپنے علم میں لایا اور عین خود میں جلوہ فرمایا اور ذات میں اسے ظاہر کیا جو کچھ چھپے ہوئے تھے ذات قطعی عین ذات تھی کہ کوئی اور چیز نہ تھی پس اس ذات خود معاملہ کیا اور عاشق ہوا خدائی اور بندگی کو درمیان میں لایا اور اس وسیع کارخانہ کو پیدا فرمایا۔

اے سردار! تو اپنے آپ کو اس طرح خیال کر کہ ابھی تک ویسا ہی ہے جیسا کہ روزِ ازل میں تھا تاکہ آزاد ہو جائے اور دوبارہ تفرقہ غم اور بلا نہ دیکھے۔

اے سردار! تیری روح وہ ہے کہ جس سے کہ تو زندہ ہے اور تیرا دل وہ ہے کہ جس سے تو جانتا ہے اور تیرا بصر وہ ہے کہ جس سے تو دیکھتا ہے اور تیری سماعت وہ ہے کہ جس سے تو سنتا ہے اور تیرا ہاتھ وہ ہے جس سے تو پکڑتا ہے اور تیرا پاؤں وہی ہے جس سے تو چلتا ہے۔

اے سردار! تیرا ہر جُز اور تیرا ہر عضو اجزاء ہیں سے اور تیرے ظاہر و باطن کے اعضاء میں سے جو کچھ ہے وہی ہے۔ وہ عضو اور جُز تیرے کام آتے ہیں۔ تیرے اعضاء و اجزاء کا مجموعہ وہی ہے جو تیرے ساتھ ہیں۔

اے سردار! وہ اور تو، اور میں یہ ہر تین اس کی صفت ہیں اور دوسرا کوئی درمیان میں نہیں ہے۔

اے سردار! توحید، واحد کی صفت ہے نہ میں اور نہ تو جب تک میں اور تو تیرے اندر ہے یہ اشتراک ہے نہ کہ توحید۔

اے سردار! جب تو گیا تو فنا ہے اور جب وہ درمیان میں آیا تو بقا ہے

اے سردار! اثنیت کے رفع کرنے میں سلوک تیری کوشش ہے اور وحدت تک پہنچنے کا جذبہ تیرا ہے۔

اے سردار! سلوک میں جذبہ اور فنا اور بقا سے ولائت کا نام واضح ہے۔

اے سردار! تمام اشیائے سے نیاز مندی کر لے کیونکہ وہ تیرے مطلوب ہیں اور دشمن سے دوستی اختیار کر وہ بھی تیرے مقصود ہیں۔

اے سردار! اپنے آپ کو بھی محبت کی نظر سے دیکھ کہ عین محبوب ہے۔

اے سردار! یہ سب کچھ سلوک میں ضروری ہے۔

اے سردار! نیک و بد کو دریائے وحدت میں ڈال تاکہ حقیقت سے آشنا ہو جائے۔

اے سردار! اگر وحدت کی بات زیادہ کریں تو کم ہے اور اگر کم کہیں تو زیادہ ہے۔ اس معرفت کی حقیقت نہایت واضح ہے۔ نہ اس کی ابتدا نہ انتہا۔ کیا کہوں۔ کیا لکھوں۔ نہ میں کہتا ہوں نہ میں لکھتا ہوں کیونکہ خود بخود حقیقت محو کلام ہے۔

اے سردار! جب تو سو جائے تو نیت کر لے کہ میں عالم بطون میں جا رہا ہوں اور اپنی حقیقت کی طرف توجہ کر۔ جب بیدار ہو جائے تو جان لے کہ عالم ظہور میں آ گیا ہوں اور بطون سے ظہور کی طرف آیا ہوں اور

چاہیئے کہ وقت سحر (علی الصبح) اٹھے اور استغفار کرے اور کہے، اے (خالق) میری حقیقت مجھے دے اور مجھے، مجھ سے چھپا اور دوئی سے نکال اور نماز تہجد ادا کر لے۔ اگر سورۂ یٰسین یاد ہو تو نماز تہجد میں پڑھ لے کیونکہ ہمارے دین و دنیا کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار فرمایا ہے او[ر] نماز کے بعد وحدت کے فکر میں مشغول ہو جا۔ یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت آ پہنچے اور نماز سے فارغ ہو جائے۔ تو سورج طلوع ہونے تک چاہیئے کہ قبلہ رُخ ہو کر وحدت کے مراقبہ میں مشغول ہو جائے لیکن ضرورت کے مطابق جب سورج نکل آئے تو چار رکعت نماز دو سلام سے ادا کر لے سورۂ یٰسین ایک بار پڑھ لے۔ اگر ان چار رکعت میں پڑھ سکے تو بہتر ہے۔ اور اسی طرح اگر ہر نماز کے بعد سورۂ یٰسین ایک بار پڑھ لے تو بے شمار فائدے ہیں۔ لیکن نماز اور قرآن مجید پڑھنے کے وقت چاہیئے کہ وحدت کا فکر (خیال) نہ نکلنے پائے۔ اور جان لے کہ خود اپنی عبادت کرتا ہے۔ خود اپنا کلام خود ہی پڑھتا ہے۔

اے سردار! سالک پر طریقت کے سارے آداب ضروری ہیں او[ر] ان آداب کی تفصیل کی اس رسالہ میں گنجائش نہیں ہے جو اختصار (مطو[ل]) ہے (دیکھا ہے) لیکن جو کچھ لکھا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ نیند کم کرے مگر جو ضروری ہو یا غالب ہو جائے وہ اندیشہ کہ میں نے لکھا ہے وہ خواب

کرتا ہے اور کھانا پینا کم ہونا چاہیئے۔ رات دن میں ایک مرتبہ ہو اگر روزہ دار ہو تو بہتر ہے۔ چاہیئے کہ پریشانی کے لقمہ سے پرہیز کرے کیونکہ یہ اسباب دُوئی (غیریت) اور بے گانگی اور وہم باطل ہے (خیال باطل ہے) اور جو کچھ شریعت میں منع ہے اور جو کچھ طریقت میں ہے وہ سب کچھ ایسا ہی (اسی طرح) ہے۔ اِس قاعدہ (طریقہ) کو اچھی طرح یاد رکھ کیونکہ ضروری ہے۔

اے سردار! چاہیئے کہ کلام (بات) کم کرے اور تنہائی میں اور جنگل میں وحدت کو مراقبہ اور ملاحظہ کرتا رہے۔

اے سردار! کلام (بات) کرنا دل کو جنبش میں لاتا ہے اور تفرقے پیدا کرتا ہے اور تجھے کسب وحدت (حصول) سے بے گانہ اور غافل بنا دیتا ہے۔ سوائے ضرورت کے ایک حرف بھی نہ کہے (کلام نہ کر) اور مختصر کہہ کر اور وحدت کو ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے خیال یا اندیشہ یا فکر سے جُدا نہ کر۔ جب مجلس میں بیٹھے گا زیادہ تر مقید (پابند) مت ہو جا، ایسا نہ ہو کہ غفلت واقع ہو جائے اور کوشش کر لے تاکہ وہ کثرت مرآت (زیادہ شیشے یا آئینے) وحدت کے ہو جائیں اور شہود مقوی ہو جائے۔

اے سردار! اپنے خیالات کے اخفا میں ابتدا میں حتی الامکان کوشش کرنے والا ہونا چاہیئے اور یہ کلمات کو ہر کسی سے ظاہر نہیں کرنا

چاہیئے مگر اپنے مخصوص لوگوں سے اہل وعیال اور غلام اور واقف و
ناواقف اور دشمن اور دوست سے آشنائی وحدت کے ساتھ کرنا
چاہیئے اور سب کو اخلاص کی نظر اور حقیقت بین نگاہ سے دیکھنا چاہیئے
اے سردار! جھگڑا اور لڑائی کو مطلق (بالکل) درمیان سے ہٹا
لے۔ اور انکار کو بالکلیہ درمیان سے برطرف کرلے تاکہ وحدت ظہور
میں آئے (ظاہر ہوجائے) اور بہت کوشش کرنا چاہیئے کہ غصہ اور غضب
ظاہر نہ ہونے پائے۔ لڑنے اور گردن مارنے کی کہاں گنجائش ہے۔
اور سب کو معذور رکھنا چاہیئے۔ گھر سے باہر اور گھر میں بچوں اور متعلقین
کے ساتھ اور بیگانوں کے ساتھ آب حیات کی طرح ہونا چاہیئے اور کوئی
شخص اگر تجھ سے برا پیش آتا ہے تو خبردار (ہرگز) دل سے برا جاننے
اور رنجیدہ ہونے کو جلد دل سے نکال اور دل کو خوش کر اور اسے خوش
کر اور بدلہ نہ لے کہ یہ طریقت میں اہم امید ہے۔

اے سردار! تنہا ہونا اور تنہا بیٹھنا اطمینان (جمعیت) میں مکمل دخل
انداز ہوتا ہے۔

اے سردار! طالب کا حال ان دو وجہ سے خالی نہیں کہ ظاہری
تعلقات رکھتا ہے یا نہیں رکھتا اگر نہیں رکھتا تو آسان ہے۔ اسے چاہیئے
کہ سب سے قطع نظر ہو کر خلوت میں (تنہائی میں) یا صحرا میں بیٹھ جائے

اور اپنی حقیقت کی طرف متوجہ ہو جائے جب وقت حقیقت روشن ہو جائے دوئی کا وہم (غیریت کا خیال) اُٹھ جاتا ہے اس وقت جس طرح بھی ہو۔ گنجائش رکھتا ہے اگر ظاہری تعلقات رکھتا ہے اور حقوق شرعی اس سے متوجہ ہے۔ چاہیئے کہ ضرورت کے مطابق اس میں مشغول ہو جائے لیکن چاہیئے کہ پوری احتیاط کرے تاکہ شریعت اور طریقت کے خلاف واقع نہ ہو جائے۔ اور وحدت کا ملاحظہ کرنا حقیقت سے ہے۔ بالکلیہ غفلت واقع نہ ہو جائے۔ چاہیئے کہ راتوں کو اس کام کے لئے کوشش کرے اور روزانہ کچھ وقت اس کام کے لئے معین (مقرر) کرے اور روز بروز اس میں اضافہ کرتا چلا جائے یہاں تک کہ یہ حقیقت غلبہ حاصل کر لے اور سب سے چھٹکارہ حاصل کرے (پلٹے)۔

اے سردار! جس وقت وحدت غالب آئے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی ظہور فرمائے۔ اور سارے حقوق تجھ سے ادا ہو جائیں گے اور تجھے کسی شخص سے کوئی کام نہیں ہوگا۔ اور خدا تیرا وکیل ہوگا۔ اور تیری جگہ وہ ہوگا۔ اور تو درمیان میں نہ ہوگا۔

اے سردار! دنیا اور اہل دنیا کی صحبت سلوک کی راہ میں بہت نقصان دہ ہے لیکن اگر کوئی شخص گرفتار ہے اور ان سے قطع نہیں کر سکتا۔ ضرورت کے مطابق پوری احتیاط کرے تاکہ ایسی کوئی چیز واقع

نہ ہو جائے کہ شریعت حقیقت اور طریقت کے ساتھ جنگ روا رکھے اگر کوئی قصور واقع ہو جائے چاہیئے کہ رجوع کرے اور اس کا تدارک (روک تھام) کرے کہ پھر واقع نہ ہو جائے۔

اے سردار! لباس میں تکلف نہیں کرنا چاہیئے۔ فقرا کے لباس سے بھی اپنے اوپر یا اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔

اے سردار! ہمیشہ حاضر ہونا چاہیئے۔ گزرنے ہوئے سے یا آنے والے سے یاد نہیں رکھنا چاہیئے اور وحدت کے لحاظ سے ہرگز دستکش نہیں ہونا چاہیئے

اے سردار! یقین کے ساتھ جاننا چاہیئے کہ کوئی موت وحدت حقیقت سے غفلت کرنے کی موت سے بدتر نہیں۔ اور کوئی سخت تر عذاب اپنی دوری سے نہیں۔ اس عذاب اور اس مرگ سے ڈرتا ہوا وحدت کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ یقین کے ساتھ جاننا چاہیئے کہ سب ایک ہے اور کوئی غیر موجود نہیں ہے۔ اور جس قدر یہ فکر غالب ہے سعادت سے بہت نزدیک ہے۔ جب دوئی کا وہم (غیر کا خیال) آجائے اس پر قیامت واقع ہو جاتی ہے۔ اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ آسودہ ہو جاتا ہے۔

اے سردار! قیامت ہر شخص پر اور ہر چیز پر آئی ہے اور وحدت کے ساتھ وہ سب کی رجوع کی جگہ ہے۔ لیکن اس کے بعد کہ ظہور کلی واقع ہو جاتا ہے۔ اگرچہ تمام اپنے اصل کے ساتھ برآمد ہوں گے۔ لیکن جو لذت

ہوتی ہے وہ سب کو نہیں ملتی۔ مگر وہ مرد کہ اس پر قیامت یہاں ہی گزری ہوگی پس کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ معین (مددگار) جو یہاں موجود ہے تجھے وہاں مل جائے تاکہ آسودگی حاصل ہو جائے اور جو لذت کہ چاہیئے حاصل ہو جائے۔

اے سردار! ایسی دولت کہ ہر وقت دنیا میں میسر ہوتی ہے۔ اس طرح ہے کہ اس میں کوشش نہ کرے اور اس سے غافل ہو جائے۔ (اے سردار! مقصد یہی ہے کہ دوئی کا خیال درمیان سے اٹھ جائے اور تو نہ رہے اور وہ رہ جائے) پس تمام انبیاء اور اولیاء نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ کتب الٰہیہ سے (الہامی کتابیں) اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کے کلمات (ملفوظات) سے اس پر بہت سے دلائل ہیں اور ہر فرقہ (گروہ) کے بڑے بڑے لوگ وحدت کے قائل ہیں اور تمام یک زبان ہو کر اس پر متفق ہیں کہ حق کے سوا کچھ موجود نہیں ہے) عالم اس کی صورت ہے اور ظہور اسی کی ہے۔ پس دل میں ہے کہ اس مطالب کے شواہد کو علیحدہ کتاب میں لکھ لیا جائے اور ایسے دلائل کہ عقل سلیم انہیں تسلیم کرے کچھ اس سے بھی بیان کیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اے سردار! آج جو کہ آخر زمانہ ہے اور قریب ہے کہ حقیقت کا سورج لوگوں پر مغرب سے طلوع کرے اس سے پہلے سورج کے طلوع (مغرب

سے ہونے کے آثار و انوار ظاہر ہوتے ہیں اور توحید کے بھید و راز، ہر خاص و عام
کی زبان سے اختیار بے اختیار سمجھ کر یا نا سمجھی میں سرمار ہیں کہ خود کو متوجہ
کر کے خود کو خود سے پوشیدہ رکھے یا ڈھانپ لے تاکہ حقیقتِ وحدت
جیسا کہ حق ہے اس پر جلوہ گر ہو جائے۔ اور صرف زبانی گفتگو و بات چیت
سے اکتفا واقع نہ ہو جائے۔ لَہٗ اللہ مطلق و محمد برحق لَہٗ